ردالمحتار نے انکار کیا ہے اور سماع حضراتِ صوفیاء کے قائل ہوئے ہیں۔

جواز سماع شامی میں علامہ شامی کا قول ردالمحتار جلد خامس کے صفحہ ۳۴۳ میں ہے، کہ ان آلات مزامیر پر حکم لہو ولعب اور حرمت کا جاری نہ ہوگا۔ جن پر سادات صوفیاء نے گانا سنا ہے۔ (علامہ شامی کا یہ قول بلفظہٖ اوراق گذشتہ میں لکھا گیا ہے)۔

سیّدنا حضرت فخر العارفینؒ کے فتاوے اور بعض وہ ارشادات جن سے احکامی مسائل ثابت ہیں

استفتاء یہ فتویٰ فارسی میں ہے، ذیل میں صرف اردو ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

لفظ "علیہ السلام" آئمہ اہل بیت کی شان میں ما قولکم رحمکم اللہ۔ اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کے اکثر شجراتِ طیبات میں لفظ علیہ السلام ائمہ اہل بیت کی شان میں بالاستقلال لکھا جاتا ہے، اس کے جواز کی سند کتب معتبرۂ اہل سنت میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب اس کے جواز کی سندیں اہل سنت والجماعت کی معتبر کتابوں میں بہت ہیں۔ جیسا کہ ابوداؤد کے باب "مقتدیوں کے انتظار امام میں بیٹھے رہنے" کے بارہ میں لکھا ہے کہ: "علی ابن طالب علیہ السلام سے روایت ہے" (یعنی حضرت علی کی شان میں لفظ علیہ السلام کو ابوداؤدؒ نے تحریر کیا ہے، اسی طرح ابوداؤد کے دوسرے باب میں جو "چوٹی دار بال لے کر نماز پڑھنے" کے بارہ میں ہے۔ لکھا ہے "مرّ بہ حسن ابن علی علیہما السلام!" (یعنی حضرات حسن وعلی دونوں کی شان میں لفظ علیہم السلام لکھا ہے)۔ (اسی کے ساتھ) بخاری اور بخاری کی شروح میں لفظ علیہ السلام شان اہلِ بیت میں لکھا گیا ہے۔ اور تفسیر کبیر میں اللہ تعالیٰ کے قول ویطعمون الطعام الآیۃ۔ کے تحت میں لکھا ہے کہ: "یہ آیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے!" اور اسی آیت کے تحت میں ان الحسن والحسین علیہما السلام بھی لکھا ہے۔ اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو غیر اہل بیت کی شان میں بھی اس لفظ کا اطلاق فرمایا ہے جیسے کہ مجالس ستین میں آسیہ علیہا السلام فرمایا۔ اور بہجۃ الاسرار میں، حضرت غوث الثقلین کی زبان سے نقل کیا گیا ہے (کہ آپؓ نے) اولیائے کبار میں سے ایک بزرگ کی شان میں (فرمایا) ھو من رجال الغیب السیارۃ علیھم سلام اللہ" اور قلائد الجواہر فی مناقب سیدنا عبد القادرؓ میں لکھا ہے: "الشیخ محی الدین سلام اللہ علیہ" اور اس طرح کی مثالیں حدیث اور

تفسیر وغیرہ کی کتابوں میں بہت ہیں۔ جیسا کہ ناظرین پر مخفی نہیں ہے۔ اور مدارج النبوۃ میں نقل ہے کہ "قدیم کتابوں میں اہل بیت نیز ازواج مطہرات کی شان میں لفظ علیہ السلام دیکھا جاتا ہے۔ اور غیر انبیاء پر لفظ علیہ السلام کے جواز وعدم جواز میں ائمہ مجتہدین سے کوئی روایت نہیں پائی جاتی۔ جیسے کہ (غیر انبیاء پر لفظ) صلوٰۃ (کے عدم جواز) میں (روایت) پائی جاتی ہے۔ باوجودیکہ زمانِ آئمہ مجتہدین میں اہل بیت نبوت پر شیعہ اصالتہً صلوٰۃ بھی بھیجتے تھے اور سلام بھی بھیجتے تھے۔ ائمہ مجتہدین نے صلوٰۃ کی تو ممانعت کی، مگر سلام کی نہیں کی) اور متاخرین میں علمائے شافعیہ سے امام الحرمین کے والد شیخ ابو محمد جوینیؒ نے کہا ہے کہ "سلام بمعنی صلوٰۃ کے ہے۔ تو غائب پر لفظ سلام کا استعمال نہ کیا جائے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے سوا دوسرے کے لئے لفظ سلام تنہا نہ لایا جائے گا۔ اور علی علیہ السلام نہ کہا جائیگا، اور اس میں احیاء و اموات برابر ہیں۔ لیکن حاضر پر لفظ سلام بولا جا سکتا ہے۔ اس طرح کہ السلام علیک یا سلامٌ علیک، اور اس پر سب کا اجماع ہے۔ جیسے کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے"۔

مگر ابو محمد جوینی (شافعی) کا یہ کلام تین وجہوں سے صحیح نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ سلام کے مواقع میں لفظ صلوٰۃ کا استعمال (جسے ابو محمد جوینی) نے "بالاتفاق ناجائز" کہا ہے، یہ شان ترادف سے بعید ہے (یعنی لفظ صلوٰۃ اور اور لفظ سلام ایک معنی سے مستعمل نہیں ہے۔ جیسے ابو محمد جوینی نے خیال کیا) دوسری وجہ یہ ہے، کہ جوینی کا یہ قول کہ غائب پر لفظ سلام استعمال نہ کیا جائے صحیح نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں غائب کے سلام کے جواب میں لفظ علیہ السلام آیا ہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ جوینی کا یہ کہنا کہ (غائب پر لفظ سلام کے عدم جواز پر) سب کا اجماع ہے یہ بھی صحیح نہیں۔ جیسے کہ علامہ سخاوی نے قول البدیع فی صلوٰۃ علی الحبیب الشفیع میں نقل کی ہے، کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ کہ لفظ سلام آیا صلوٰۃ کے ہم معنی ہے یا نہیں؟ جنہوں نے سلام وصلوٰۃ کو ہم معنی سمجھا ہے انھوں نے جناب علیؑ کی شان میں علیہ السلام کہنا ناجائز سمجھا۔ اور انھیں میں ابو محمد جوینی ہیں۔ جنہوں نے جناب علی کی شان میں علیہ السلام کہنے کو منع کیا۔ اور دوسرے فریق نے سلام وصلوٰۃ کو ہم معنے نہیں کہا۔ اس لئے کہ سلام مومن، زندہ، ومردہ، غائب، وحاضر (سب) کے لئے مشروع، اور اہل اسلام کا تحیۃ ہے، بہ خلاف صلوٰۃ کیونکہ صلوٰۃ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق سے ہے۔ اسی لئے نمازی التحیات میں السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام کہتا ہے اور الصلوٰۃ علینا۔ "ہم پر صلوٰۃ ہو" نہیں کہتا۔ پس للہ الحمد فرق معلوم ہو گیا۔

اور ملا علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح خلاصہ سے یونہی نقل کیا ہے کہ "اجناس میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ غیر پر صلوٰۃ نہ بھیجے۔ اور ابو علی جس نے انبیاء و ملائکہ کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ بھیجا وہ غالی شیعوں میں سے ہے۔ جنھیں ہم رافضی کہتے ہیں"۔

مفہوم اِس عبارت کا یہ ہے کہ سلام کا حکم صلوٰۃ کی طرح نہیں کہ شاید اس کی یہ وجہ ہو۔ کہ سلام اہلِ اسلام کا تحیۃ ہے۔ اور السلام علیہ اور علیہ السلام میں کچھ فرق نہیں۔ پس یہ ہو سکتا ہے کہ علی علیہ السلام کہنا شعارِ اہلِ بدعت سے ہو۔ پس لازمی طور سے کہنا مستحسن نہ ہوگا" اور ردالمحتار میں کہا کہ "اہل بدعت کے ساتھ تشابہ ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے۔ لیکن مطلق تشابہ نہیں۔ بلکہ امر مذموم اور جس میں تشابہ مقصود ہو، منع ہے!" اور مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ (شاہ عبدالعزیز صاحب۔ دہلوی) میں لکھا ہے "علیہ السلام حضرت امیر المومنین اور حضرت سیدۃ النساء اور جناب حسنین اور دوسرے آئمہ رضی اللہ عنہم کے حق میں مذکور ہے، لیکن اہل سنت کا مذہب یہ ہی ہے کہ لفظ صلوٰۃ مستقلاً غیر انبیاء پر درست نہیں۔ اور سلام غیر انبیاء پر بولا جا سکتا ہے۔ اور اس کی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی قدیم کتابوں خصوصاً ابوداؤد و بخاری میں حضرت علی و حضرات حسنین و حضرت فاطمہ اور حضرت خدیجہ اور حضرت عباس کے ذکر کے بعد لفظ علیہ السلام مذکور ہے۔ ہاں ماوراء النہر کے متقشفین علماء نے شیعوں کے مشابہ ہونے کی وجہ سے منع لکھ دیا ہے۔ لیکن امر خیر میں بُروں کے ساتھ تشبّہ ہونے کی وجہ سے ممنوع نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے لوگوں کو الزام دینے کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ اصول حنفیہ کی پہلی کتاب شاشی کے خطبہ میں بعد حمد و صلوٰۃ کہا ہے۔ کہ "السلام الیٰ حنفیۃ واحبابہ" اور یہ امر ظاہر ہے کہ جن حضرات کے اسماء مرقوم ہوئے۔ امام اعظم کے رتبے سے کم نہیں۔ پس ان کے نزدیک بھی اِن بزرگوں پر لفظ سلام بولنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف میں بھی غیر انبیاء پر علیہم السلام کی تجویز آئی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ "علیہ السلام بلا تخصیص مُردوں کا تحیۃ ہے!"

اور قرآن مجید میں ہے۔ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اِس آیت میں تو انبیاء کی تخصیص نہیں ہے (تمام برگزیدہ بندوں پر سلام ہے) اور اللہ تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ میں والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ سے بے تخصیص انبیاء، فرمایا ہے۔

اور قول البدیع میں وارد ہے کہ "عبدالرحمٰن ابن مہدی نے کہا کہ رسول اللہ کی شان میں صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ علیہ السلام نہ کہے۔ اس لئے کہ علیہ السلام مُردوں کا تحیۃ ہے، جس کی ابن بشکوال وغیرہ نے روایت کی ہے!" اور قبل ازیں معلوم ہو چکا۔ کہ (غیر انبیاء کے لئے علیہ السلام کہنے کی) یہ بحث متقدمین میں نہ تھی۔ بلکہ متاخرین میں ہے۔ لہٰذا دلائل مجوزین زیادہ قوی، اور اولیٰ ہیں۔ اس لئے کہ متقدمین اور ان کی کتابوں میں ایسے علماء پائے جاتے ہیں۔ جو آئمہ اہل بیت کی شان میں لفظ علیہ السلام کہنا جائز رکھتے ہیں۔ پس شجرۂ طیبہ اور دیگر آثار بزرگان دین میں اولیٰ و انسب یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے تغیر و تبدل نہ کرے۔ بلکہ ارباب طریقت کے نزدیک یہ امر واجب کی طرح ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ متقدمین پیران طریقت نے شجرۂ طیبہ (شجرۂ شریف) کو اسی روش پر پایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(آپؒ کے دستخط مبارک)

اس فتوے پر فرنگی محل لکھنؤ کے چار علماء کے، اور غازی پور کے تیرہ۔ اور عظیم آباد کے اٹھارہ۔ اور کلکتہ کے ۳۲ علماء۔ اور چاٹگام کے ۵۶ علماء کے دستخط ہیں جنھوں نے ہمارے حضرت قبلہ کے اس فتوے کی تحسین و تصویب و تائید کی۔